سوال

(67) کلام اللہ میں جو معجزے نبیوں سے صادر ہوئے ہیں   الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کلام اللہ میں جو معجزے نبیوں سے صادر ہوئے ہیں۔ ان کو آپ حقیقت مانتے ہیں یا مجاز پر حمل کرتے ہیں۔ جیسے ابراہیمؑ سے جانوروں کا بلانا۔ اور داؤد علیہ السلام سے لوہے کا موم ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام سے مردوں کا زندہ ہونا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معجزات کیا قرآنیہ کیا حدیثیہ سب حقیقی ہوئے ہیں۔ جب تک حقیقتاً قلب ماہیت نہ ہو معجزہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ ہاں کسی خاص امر کے معجزے ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ سو اس کی بناء اس بات پر نہیں ہے۔ کہ فریق ثانی مطلقاً معجزہ سے منکر ہے بلکہ اس میں خاص امر کی صورت اعجازی کے ثبوت میں اختلاف ہوتا ہے۔ سو اس کا کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جو لوگ معجزے کے سرے سے ہی منکر ہیں۔ وہ کسی معجزے کو بھی نہیں مانتے اوران کے انکار کی بنا اس بات پر ہے۔ کہ کوئی شے بغیر علت کے موجود نہیں ہوسکتی۔ اور علت تامہ بشر الطہا موجود ہو تو معلول کا تخلف نہیں ہوسکتا۔ لیکن ہمارے نزدیک علت و معلول کا سلسلہ سب کچھ خدائے قادر کے ہاتھ میں ہے۔ وہی علت بناتا ہے۔ وہی معلول کو موجود کرتا ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ لا موثر الا اللہ الصمد ہر چیز اس کے کلمے کن کے ماتحت ہے۔

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے   مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے

طیور ابراہیمؑ کی نسبت خاکسار کی تحقیق یہ ہے کہ وہ حقیقتاً زندہ کرکے دکھائے گئے تھے۔ لیکن قرآن شریف کے الفاظ میں اس کا فیصلہ قطعی نہیں۔ فہم و استنباط و استدلال کے دخل سے خالی نہیں۔ اس لیے فریق ثانی اگر یہ کہے کہ زندہ جانوروں کو بلا کر اگر سمجھایا گیا تھا۔ کہ جس طرح یہ جانور تم سے مانوس ہو کر تمہارے بلانے سے دوڑے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح مردے ہمارے حکم سے جی اٹھیں گے۔ تو یہ بعید نہیں۔ کیونکہ محسوسات سے معقولات کی تفہیم قرآن وحدیث میں باکثرت وارد ہے۔ چانچہ صحیح بخاری میں آپ ﷺ نے بھی سوال کیف یاتیک الوحی۔ کہ جواب میں فرمایا تھا۔ کہ احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس تو یہ گھنگرو کی آواز سے تشبیہ محض تفہیم کے لئے تھی۔ کہ سائل اس سے آشنا تھا۔ ورنہ وحی کی حقیقت دیگر ہے۔ اس طرح ہوسکتا ہے کہ سوال کیف تحی الموتی کے جواب میں ایسی معروف صورت بتلائی جاوے۔ جس سے سائل معتاد ہے۔ کیونکہ انتقال زمین کا فائدہ اس سے بھی ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کے لئے صرف فصرھن الیک۔ وارد ہے۔ جس کی دو قراتیں ہیں۔ اول بضم صاد جو معروف و متواتر ہے۔ اور اس کے معنی مائل کرنے اور سدھانے کے ہیں۔ دوسری بکسر صاد جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں۔ (تفسیر معالم) پس جس نے صرف سدھانا مراد لیا اس نے قرآت متواترہ کی بنا پر کیا اور جس نے قطع کرنا وغیرہ مراد لیا اس نے دوسی قراءت کی بنا پر کہا لہذا کسی فریق لہذا کسی پر الزام نہیں۔ تفسیر جلالین میں بھی اس کے معنی املھن لکھے ہیں۔ اور حضرت شاہ عبد القادر صاحب نے

بھی یہ ترجمہ کیا ہے ''پس ہلاان کو'' قراءت متواترہ کی رو سے استدلال طور پر سمجھایا گیا اور دوسری قراءت کی رو سے عیانی طور پر دکھایا گیا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہاں اگر یہ امر حدیث میں علی التعین وارد ہوجاتا تو کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ لیکن کوئی حدیث مرفوع اس باب میں ثابت نہیں ہوئی۔ اور جو امور قرآن وحدیث میں منطوق نہ ہو اور علماء کے فہم واستنباط وغیرہ کے نتائج ہوں۔ یا ان کی بنا غیر مرفوع روایات پر ہو۔ ان میں علماء مختلف ہوجایئں تو ایک دوسرے پر الزام نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حجتہ اللہ البالغہ کی عبارت (1) میں کے سوال کے جواب میں گزرچکا۔ فتدبر اسی طرح داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کا موم ہوجانا۔ قرآن مجید میں مذکور نہیں صرف النا کا لفظ ہے۔ جس کے معنی نرم کرنے کے ہیں۔ اور نہ حدیث مرفوع میں مذکور ہے۔ لہذا فریق ثانی کا انکار اس وجہ سے نہیں کہ وہ ایک پیغمبر برحق کے ہاتھ میں لوئے کا موم ہونا ممکن نہیں جانتا۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں پایا گیا۔ اگرچہ خاکسار کی تحقیق میں اس لوہے کا نرم ہونا بھی اعجازی صورت میں تھا۔ لیکن چونکہ اس کی بناء استدلال ورعایت قواعد واصول اس پر ہے۔ لہذا منطوق نہ ہونے کے سبب دوسرے فریق کو الزام نہیں دے سکتا باقی رہے معجزات عیسویہ وہ تو سب کے سب حقیقی ہیں ان میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ نہ لغتا نہ عقلا کیونکہ وہ سب ثبوت رسالت میں پیش کیے گیے ہیں۔ اور ثبوت رسالت میں بطور از دعویٰ رسالت وہ امر پیش ہوسکتا ہے۔ جس دوسرے پر حجت پوری ہوسکے۔ اور ماسوا رسولؑ کے دوسرے میں موجود نہ ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب امر مجازی صورت میں انبیاء وغیرہ انبیاء میں برابر پائے جاتے ہیں۔ پس ان کے سوائے حقیقت کے اور کوئی صورت جائز نہیں۔ (خاکسار محمد ابراہیم سیالکوٹی 18 دسمبر 12ء سنہ)

1۔ یہ عبارت آپ ص 200 پر ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 01 ص 207

محدث فتویٰ